

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



نمبر ۱۷۹ مورخہ ۶ جون ۱۹۳۲ء پنجشنبہ مطابق ۱۳ صفر ۱۳۵۱ھ جمادی الاول ۱۹

قابل توجہ عہدیداران جماعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں اس اعلان کے ذریعہ سکرٹری و امرا صاحبان جماعت اے احمدیہ کی توجہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
ایده اللہ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل فیصلہ کی طرف مبذول کرانا ہوا درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے
ہاں کی لجنہ کو تحریر فرمائیں کہ اس کے قیام کی اطلاع دفتر مذ میں بھیج کر منظوری حاصل کر لے
تا آئندہ مجلس مشاورت کا ایجنڈا ان کی رائے کے لئے بھجوا یا جاسکے۔ جو لجنہ میں پہلے اپنے نام
دفتر مذ میں رجسٹرڈ کر چکی ہیں۔ اور ان کو منظوری کی اطلاع پہنچ چکی ہے۔ وہ بھی اپنے موجودہ
پتہ سے دفتر مذ کو مطلع فرمائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایده اللہ تعالیٰ کا فیصلہ حرب ذیل ہے۔

”جہاں جہاں لجنہ امار اللہ قائم ہیں۔ وہ اپنی لجنہ رجسٹرڈ کرالیں۔ یعنی میرے دفتر سے اپنی لجنہ کی
منظوری حاصل کر لیں۔ پھر ان کو جنہیں میری اجازت سے منظور کیا جائے گا۔ مجلس مشاورت کا ایجنڈا بھیج
دیا جائے گا۔ وہ رائے لکھ کر پرائیویٹ سکرٹری کے پاس بھیج دیں۔ میں جب ان امور کا فیصلہ کرنے لگوں گا۔
تو ان کی آراء کو بھی مد نظر رکھ لیا کروں گا۔“
خاکسار ابراہیم سکرٹری

المنیہ

سیدہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایده اللہ تعالیٰ العزیز کے متعلق ۱۳ جون
ڈنورڈی سے ذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی۔ کہ حضور کو ۱۰۳۔ درجہ
حرارت تک بیمار ہے۔ دوسرے روز کی اطلاع سے معلوم ہوا کہ اگرچہ رات
کو بخار زیادہ ہو گیا۔ مگر صبح ۱۴ جون (درجہ حرارت سوتھا۔ جو بعد میں ۱۰۱-
تک بڑھ گیا۔ احباب حضور کی محنت کے لئے فخر و محبت سے دعا کریں۔
۱۳ جون بعد نماز مشاورت مسجد قسطنطنیہ میں میاں صاحب امیر الدین صاحب
نے ذکر حبیب پر تقریر کی
پنجاب یونیورسٹی کی سٹیٹس کے اسلامی تاریخ کو بی ۲۰۷ کے نصاب
فاریح کر دینے کے فیصلہ کے خلاف جامعہ اسلامیہ کے سٹاٹ اور طلباء کا
احتجاج جلسہ ہوا۔ اور یہ قرارداد پاس کی گئی کہ جامعہ احمدیہ قادیان کے نزدیک
سیٹھ نے اسلامی تاریخ کو نصاب سے نکالنے میں سخت غلطی کا ارتکاب
کر کے علم کی جڑ پر زہر رکھا ہے۔

تبلیغی رپورٹ ببین مکتبہ تبلیغ اسلام

سماٹرا

مولوی محمد صادق صاحب تکیفون سے اپنے خط مورخہ ۱۸ اپریل میں لکھتے ہیں:-

احمدیوں کے بائیکاٹ میں اب کمی ہو رہی ہے۔ لوگ سلسلہ احمدیہ کی طرف متوجہ ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ ایک ہفتہ میں ۱۵-۱۶ اصحاب کو فرداً فرداً تبلیغ کی گئی۔ ایک شخص عیسائی مرنے کا نام دیا۔ قتل سلسلہ ہوئے بد شہر پانڈا لکھنؤ میں احمدیت ترقی کر رہی ہے۔ اخبار "اسلام" جاری ہے۔ جس میں مخالفین کے اعتراضات کے جواب دیئے جاتے ہیں۔ مولوی ابوبکر صاحب پانڈا لکھنؤ میں تبلیغ کرتے ہیں۔ اور مولوی زینی دہان بھی تبلیغ میں حصہ لیتے ہیں۔

ڈوڈو کو میں جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم ہو چکی ہے۔ مولوی زینی دہان ہفتہ میں ایک دن اس جگہ درس دیتے ہیں۔

پنجنگ میں پانڈا لکھنؤ سے امیر جماعت احمدیہ محمد ۱۱-۱۲ اصحاب کے بقولت وفد تبلیغ کے لئے گئے۔ یہاں ۱۲-۱۳ اشخاص داخل سلسلہ احمدیہ ہو چکے ہیں۔ اب اس جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت قائم ہو گئی ہے۔ مولوی ابوبکر صاحب مولوی فاضل بھی رہتے ہیں۔ اور تبلیغ کرتے ہیں۔ فورٹ ڈوڈو کوٹھے جہاں ابھی تبلیغ شروع کی گئی ہے۔ لوگ سلسلہ سے مانوس ہو رہے ہیں۔ اس جگہ مولوی احمد قورالین صاحب ہفتہ میں دوبارہ درس دیتے ہیں۔ اور مولوی ابوبکر صاحب ایوب ہفتہ میں ایک دن دیتے ہیں۔

انگلستان

مولوی محمد یار صاحب کا جو خط ۲۱-۲۲ اپریل کانٹن سے لکھا ہوا ہو چکا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں:-

عید کے دن ایک جلسہ کیا گیا۔ جس میں سرسٹوارٹ وینا جیت جیش اودھ نے مسلمانوں کے اتحاد پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ مسلمانوں کو دیانت دار اور سمجھ دار لیڈر منتخب کر کے ان کے پیچھے چلنا چاہیئے۔ اور ہندوؤں کی نسبت انگریزوں سے اچھے تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔ نیز مسلمانوں کے عہدہ کیرکٹر ادا ان کی مذہبی صداقت کا بھی اعتراف کیا۔

مولوی نذیر احمد صاحب نے مقرر اور صدر صاحب نیز حاضرین جاکے جو ۲۰۰-۲۱۰ کی تعداد میں باوجود موسم کی خرابی کے شریک جلسہ ہو کر یہ ادا کیا۔

افریقہ

مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ اسلام سالٹ پانڈا کا جو خط ۳۱ مارچ کا لکھا ہوا۔ پہونچا۔ اس میں لکھتے ہیں:-
۱۸- مارچ کو علاقہ گوسوا۔ اور اگرما کی جماعتوں کا جلسہ منعقد ہوا۔ طلبہ کی غرض یہ تھی کہ انماج عیسے صاحب ادا ان کی جماعت کے لوگ جو سیکولر لوگ کی تعداد میں اضافہ ہوئے ہیں۔ ان کی جماعت سے فطرت کرایا جائے۔ اور بد رسوم کو روکنے کی کوشش کی جائے۔ اور

خرنی الاعادی

انجام ناکام مفتریان نافر جام

کہاں ہے حارس بدگو کہاں ہے۔ وہ دیکھے صدق صادق کا عیاں ہے۔
وہی ہم ہیں۔ وہی دارالامان ہے۔ خدا نے شان محمودی دکھادی
فتنیحات الذی اخنی الاعادی

ہمارے کام خود حق نے سٹوارے۔ بجھائے آتش شر کے شرارے۔
فرشتے اپنی نفرت کے آثارے۔ جو کرتے پھرتے ہیں ہر شو مشادی
فتنیحات الذی اخنی الاعادی

ہوئے ناکام آخر فتنہ سماں۔ بنے پھرتے تھے جو فرعون و اماں۔
بڑھی ہے شان یوسف پاک اماں۔ وذاک فضل مولیٰ الکل ملادی
فتنیحات الذی اخنی الاعادی (اکمل)

کی اصلاح کے لئے گرل سکول کھولا جا رہا ہے۔

مولوی نذیر احمد صاحب نے ان ایام میں انکسٹم۔ اپنی ختم الہ آسیم کا تبلیغی وفد کیا۔ مدت اسلام پر تین مضمون لکھ کر اخبارات میں شائع کرائے۔ سوپاں ضلع کو فریڈ وائس میں ۱۰-۱۱ صوابیہ تحریک میں داخل ہوئے Ada prime گاؤں سالٹ پانڈا سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں ان ایام میں ۲۰-۲۱ اصحاب داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ وہاں ایک جماعت بن گئی ہے۔
سرا لیون سالٹ پانڈا سے ۹۰-۹۱ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ گوڈا کوٹ میں ۲۰-۲۱ پونڈا ہوا رتنخواہ پر وہاں کے لئے ایک مبلغ تبلیغ مقرر کیا ہے۔ جو کہ فردی سلسلہ سے وہاں تبلیغ سلسلہ کر رہا ہے۔

ان ایام میں تمام علاقہ گولڈ کوٹ میں ۲۵-۲۶ نئے افراد داخل سلسلہ ہوئے۔ بیت کے فارم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علیہ السلام کے حضور پہونچ چکے ہیں۔

امام قاسم صاحب انچارج شہنری لکیو سے اپنے خط یکم اپریل میں لکھتے ہیں:- وہاں بھی ابھی نو مینیجے اس میں بیت امام تب کی ہے جماعت تبلیغ اسلام میں مصروف ہے۔

سیلون

مولوی عبد اللہ صاحب مالاباری مہتمم تبلیغ علاقہ سیلون نے ۱۸-۱۹ اپریل لغایت ۲۰-۲۱ اپریل کا کی کٹ پیچھاڑی۔ پانڈا لکھتے ڈوڈو کیل۔ سمان کلم۔ ٹوٹی کورن کا تبلیغی دورہ کیا۔ اور دو کیچر دیئے۔

راجن پور کی کارکنوں کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ کے مختلف دفاتر کے لئے تین چار لاکھوں کی ضرورت ہے۔ جو اچھے نمبروں پر انٹرنس پاس ہونے کے علاوہ ٹائپ بھی جانتے ہوں۔ اگر بڑی سادہ حساب میں دس سو لکھ ملے مولوی فاضل اصحاب بھی درخواستیں بھیج سکتے ہیں۔

ایک آسامی اخبار نام صدر انجمن احمدیہ قادیان کی بھی زیر غور ہے۔ جس کا کام صدر انجمن احمدیہ کی اراضیات و مکانات کی خرید و فروخت اور نیز ان کے متعلق انتظامی معاملات اور محاسبات کی وصولی کا انتظام بھی ہوگا۔ تجربہ کار اسید دار کو ترجیح دی جائے گی۔ جو اصحاب قادیان میں خدمت دین کی خواہش رکھتے ہوں۔ وہ اپنی درخواستیں مدد نقول اسناد مقامی امیر یا پرنسپل یا سیکریٹری صاحبان کی سفارش کے ساتھ پتہ ذیل پر طلبہ ارسال کر دیں۔ خاکسار۔ جو ہمدی فقیر محمد انسپکٹر پولیس پنڈا

جہلم میں جلسہ

۱۹-۲۰ جون ۱۹۷۲ء کو جہلم میں جماعت احمدیہ کا تبلیغی جلسہ ہوگا۔ تمام جماعت احمدیہ اور انصار اللہ کو اس جلسہ کی کامیابی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اس جلسہ پر ملک عبد الرحمن صاحب قادم بی۔ اے گجراتی اور مولوی عبد اللہ صاحب جانی گئے۔ اور یہی تبلیغی محکمال کے جلسہ میں بھی شامل ہونگے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ہمارا چہرہ کشتہ کا تازہ اعلان

ان اور خوشحالی دادرسی حاصل ہوگی نہ کہ تشدد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آئندہ کیا کیا جائے گا

ریاست کشمیر کے بعض سیاسی قیدیوں کی رہائی کے بعد ہمارا بہادر کشتہ ایک اعلان اپنے نام سے شائع کیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ:

گزشتہ ۱۳ جولائی سے ریاست جموں و کشمیر میں مختلف جہتوں کی سیاسی غور و خورش کی وجہ سے فسادات رونما ہوتے رہے ہیں لیکن میری حکومت نے نہایت نرمی کا سلوک روا رکھا ہے۔ اور مختلف جہتوں پر دھمکیوں اور زیر سواست قیدیوں کو جنہوں نے ریاست کے امن و امان میں خرابی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ معافی دے دی۔ اور رہا کر دیا۔ لیکن اب میری رعایا کے تمام طبقوں۔ ریاست کے باشندوں اور ان اشخاص کی اطلاع کے لئے جو بیرون ریاست سے غور و خورش اور اضطراب کا باعث ہوئے ہیں شائع کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ قانون کا پوری سختی کے ساتھ نفاذ کیا جائے گا۔ اور آئندہ جو اشخاص اس نوعیت کے جرائم کا ارتکاب کریں گے۔ ان کے ساتھ کشتہ کی رعایت نہیں کی جائے گی۔ نہ ہی ان کے خلاف مقدمات دائر ہونے جائیں گے اور نہ ہی ان کی حذر و تحویل کی جائے گی۔

اعلان کی وجہ

یہ اعلان کرنے کی وجہ ہمارا چہرہ کشتہ بیان فرمائی ہے کہ۔ چاک کے دل سے اس قسم کے اثر کو بالکل زائل کر دیا جائے۔ کہ میری ریاست کے امن و امان اور خوشحالی کے خلاف، مکرر کیا اور اس نوعیت کے جرائم۔ اور دیگر عام تعزیری جرائم مختلف حیثیت کے ہیں۔ اور یہ کہ میری حکومت ہمیشہ ان کی طرف سے اس طرح چشم پوشی اختیار کیا کرے گی۔ اس وقت تک میری حکومت نے اتھالی نرمی سے سب باتوں کو برداشت کیا ہے۔ لیکن آئندہ میں نے اور میری حکومت نے پختہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ اگر ریاست کے امن اور خوشحالی کے خلاف

کسی مجرم کا بھی ارتکاب کیا گیا۔ اور کسی قسم کی مخالفت تحریک یا شہر رخ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو مجرموں کو پوری پوری سزا دی جائے گی اور قانون کا نفاذ پوری شدت سے کیا جائے گا۔ اور ضرورت کے وقت ہنگامی قوانین کو بھی استعمال میں لایا جائے گا۔

ہر حکومت کا حق

ہر ایک حکومت کو حق حاصل ہے۔ کہ قیام امن اور حفاظت قانون کے لئے ہر ممکن ذریعہ سے کوشش کرے۔ اور ہر جائز تدبیر سے کام لے۔ لیکن یہ اسٹی اور قانون شکنی کو روکنے اور ایک میں امن اور خوشحالی پیدا کرنے کا حق یہی طریق نہیں۔ کہ ممکن سے ممکن تشدد کیا جائے اور رعایا کی زبان بند کی کہ اسے بالکل خاموش ہو جانے کے لئے مجبور کر دیا جائے۔ یہ شک قانون شکنی کرنے والوں کو سزا دینی چاہئے اور اگر اذروئے عدل و انصاف نہ کہ از راہ بغض و عناد کسی کا جرم اتھالی سزا کا مستحق ہو۔ تو اسے وہ سزا دینے پر کسی کے لئے کچھ کہنے کی گنجائش نہیں۔ بلکہ ہر امن پسند سے۔ یہ نظر پستیدگی دیکھنا چاہئے۔

دور اندیش حکومت کا کام

لیکن دور اندیش اور عاقبت بین حکومت کا یہ بھی کام ہے کہ ان حالات کی جلد سے جلد اصلاح کرے۔ جن کی وجہ سے بد امنی اور بے چینی پیدا ہوتی ہو اور جن کے باعث عوام لوگ قد اعتدال سے گڑے کر اپنے آپ کو اتھالی خطرات کے حوالے کرنے پر مجبور ہو گئے ہو اور اگر اس پہلو کو نظر انداز کر دیا جائے اور بعض رفاہی قانون کا پوری سختی سے نفاذ کرنے اور پوری پوری سزا دینے کی شکل میں تشدد اور سختی سے کام لیا جائے۔ اور رعایا کی شکایات کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ ان کے معاش و آلام کو دور نہ کیا جائے۔ انہیں ذلت و محبت کے گڑھے سے نکالنے کی کوشش نہ کی جائے۔ تو اس صورت میں نہ تو امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور نہ خوشحالی حاصل ہو سکتی ہے۔

ہیں انہیں کے ساتھ کشتہ چلتا ہے۔ کہ ہمارا چہرہ کشتہ نے اپنے اعلان میں صرف ایک ہی پہلو پر زور دیا ہے۔ اور صرف یہی کشتہ ضروری سمجھا ہے۔ کہ آئندہ قانون کا پوری سختی کے ساتھ نفاذ کیا جائے گا۔ اور آئندہ جو اشخاص اس نوعیت کے جرائم کا ارتکاب کریں گے۔ ان کے ساتھ کشتہ کی رعایت نہیں کی جائے گی۔ بلکہ کشتہ کی مخالفت تحریک یا شہر رخ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو مجرموں کو پوری پوری سزا دی جائے گی۔ اور قانون کا نفاذ پوری شدت سے کیا جائے گا۔ لیکن یہ اعلان کرتے ہوئے دوسرے نہایت ہی غور و بہن کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا۔ جو یہ ہے۔ کہ رعایا کی شکایات کو جلد سے جلد دور کیا جائے گا۔ اور جس ذلت کے گڑھے میں لوگ گرے ہیں۔ اس سے انہیں نکالنے کی فوری کوشش کی جائے گی۔

زیادہ سے زیادہ تشدد کیا کر سکتے

کون نہیں جانتا۔ کہ زیادہ سے زیادہ تشدد بھی اس کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔ کہ جان لے لے۔ لیکن کیا قومی مصائب اور آلام کو دور کرنے کی وجہ میں۔ قومی ذلت اور ادوار کو ہٹانے کی کوشش میں اور قوم کو غلام و ستم سے نجات دلانے کی سعی میں جان ڈینے والا کا اس طرح غافل ہو سکتا ہے۔ قطعاً نہیں۔ بلکہ ایک کے جان دینے ایک کے مصائب ٹھانے۔ ایک کے آلام کا شکار ہونے پر کئی ایک اور کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا ہے جب تک تشدد مسلح جوئی کے لگے۔ ظلم انصاف کے سامنے اور سختی نرمی کے مقابلے میں نہ جھک جائے۔

جب قوم عالم کی اس وقت تک کی تاریخ سے یہ بات ثابت ہو تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ آئندہ بھی ایسا ہی نہ ہو۔ اس وجہ سے ہمیں بے حد افسوس ہے۔ کہ ہمارا چہرہ کشتہ نے ایسے وقت میں جبکہ نہ صرف اعلان کے رنگ میں بلکہ عملی طور پر شکایات کی شکایات اور ناقابل برداشت مشکلات کے ازالہ کی ضرورت تھی۔ جو اعلان کیا۔ اس میں صرف پوری شدت کے ساتھ قانون کے نفاذ اور مجرموں کو پوری سزا دینے پر ہی زور دیا گیا۔

رعایا کے متعلق فرض

بے شک ہمارا چہرہ کشتہ قانون شکنی کرنے والوں کو پوری پوری سزا دیں۔ اور بد امنی پیدا کرنے والوں کے لئے قانون کا نفاذ پوری شدت کے ساتھ کریں۔ یہ ان کا حق ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی رعایا کے متعلق ان پر جو فرض عائد ہوتا ہے۔ اسے بھی تو ملحوظ رکھا جائے اور وہ رعایا کی تکالیف اور مصائب کا افسانہ ہے۔ اس کی حیوانوں سے بدتر حالت کی اصلاح ہے۔ اس کے ابتدائی انسانی حقوق کے متعلق مطالبہ کو پورا کرنا ہے۔ اور یہ بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ جتنا مجرموں کو پوری پوری سزا دینا۔ اور قانون کا سختی کے ساتھ نفاذ کرنا۔ بلکہ ایک لحاظ سے اس سے بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اسے جینے دیکھیں اور اگر کسی کو مجرم قرار دینے اور پھر سزا دینے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

پس اگر ہمارا ہمارا اس اعلان کے ساتھ ہی یہ بھی فرمادے کہ مسلمانوں کو وہ حقوق اور مطالبات جن کا اقل ترین حصہ گھنٹی گشتی نے پیش کیا ہے۔ اور جس کی منظوری کا وہ خود بھی پچھ اعلان کر چکے ہیں۔ اس پر عمل شروع ہو چکا ہے۔ اور آئندہ طریق عمل اس کی پوری پوری تائید اور حمایت کرے گا۔ تو یہ نہایت ہی سوزوں اور مفید خدمت ہوگی۔ اور اس کا نہایت اچھا اثر ہوگا۔ لیکن حیرت ہے کہ ایک طرف تو گھنٹی گشتی کی سفارشات کو باوجود منظور کر لینے کے کھٹائی میں ڈال رکھا ہے۔ اور دوسری طرف قانون کا لٹری شدت کے نفاذ کرنے کا اعلان کیا جا رہا ہے۔

مسلمانوں کا شبہ

اس سے اگر مسلمانوں کو یہ شبہ پیدا ہو کہ گھنٹی گشتی کی سفارشات کا جو مفہوم نظر میں رکھا گیا۔ اور جس پر مسلمانوں نے ایک حد تک اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ عملی صورت میں اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ تو کوئی بھی یہ خیال اس سے مسلمانوں میں چھوٹے چھوٹے اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس کے بارے میں یہ اعلان کیا گیا ہے۔

بہترین صورت

یہ شبہ درست ہو۔ یا نا درست۔ لیکن ریاست کے لئے بہترین صورت یہی ہے۔ کہ جہاں وہ قانون لکھنے والوں کے متعلق قانون کا استعمال کرے۔ وہاں رعایا کے حقوق اور مطالبات پورے کرنے میں بھی ایک منٹ کا توقف نہ کرے۔ اور اپنے طریق عمل سے یقین دلادے۔ کہ فی الحال جو کچھ دینے کا اس نے خود اعلان کیا ہے۔ اس میں حقیقت ہے۔

ریاست کا سابقہ رویہ

ہمارا ہمارا ہمارا کے اعلان سے معلوم ہوتا ہے۔ ان کی حکومت نے ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء سے لے کر اس وقت تک کے واقعات اور حادثات میں جو رویہ اختیار کیا رکھا۔ اس میں مذکورہ اصول کو پوری پوری نگرانی گئی۔ اور وہ قانون کا پوری شدت سے استعمال کیا گیا حکومت نے ممکن ہے۔ کوئی ایسی کیم سوچ رکھی ہو جسے بروئے کار لانے کا اس میں ایک موقع نہ ملا ہو۔ اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہو کہ قانون کا پوری شدت سے ابھی تک استعمال نہیں کیا گیا۔ لیکن مسلمان جن پر گزری ہو اور غیر جانبدار دنیا میں نے حالات کئے ہیں۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ریاست نے تشدد میں کسی قسم کی کمی نہیں کی۔ بہر حال ریاستی حکومت نے کمزور۔ سخت۔ اور بے بس مسلمانوں کے ساتھ زور آزمائی فرمائی اور ۱۳ جولائی سے لے کر اس وقت تک جتنے بھی واقعات رونما ہوئے ان میں تشدد کا پورا پورا مظاہرہ کیا گیا۔

قیام امن کی صورت

یہ بھی ثابت شدہ بات ہے۔ کہ ہر واقعہ نے بے چینی اور بے امنی میں اضافہ کیا۔ آخر کار اس کی صورت اس وقت نظر آئی جب گھنٹی گشتی کی سفارشات کے متعلق ہمارا ہمارا کی منظوری کا اعلان ہوا۔

آریہ گزٹ کے ایک سوال کا جواب

آریوں میں ستیارتھ پرکاش کی پوزیشن

آریوں کے مذہبی خیالات چونکہ کسی نچرے بنیاد پر قائم نہیں بلکہ جیسے وہ دیکھتے ہیں۔ ویسا اعلان کر دیتے ہیں۔ اس لئے ایک وقت جس بات کو بڑے زور سے ظاہر کرتے ہیں۔ وہی اگر دوسرے وقت میں انہیں یاد دلائی جائے۔ تو نہ صرف اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ بلکہ بدزبانی اور بے ہودہ گوئی پر آمادے ہوتے ہیں۔

چند دن پہلے ہم نے ایک مضمون کے دوران میں ستیارتھ پرکاش کی نسبت لکھا تھا۔ کہ "آریہ اسے پانچواں دید اور الہامی کتابوں کے درجہ کی کتاب قرار دیتے ہوئے ذرا انہیں شرماتے" ان الفاظ کے متعلق "آریہ گزٹ" (۱۱ جون ۱۹۳۱ء) نے دھوکہ دینے کی کوشش کے عنوان سے لکھا ہے۔

"ستیارتھ پرکاش کو کبھی الہامی کتب کا درجہ نہیں دیا گیا۔ اگر بے غیرتی کی حد نہیں ہو گئی۔ تو افضل کوئی ثبوت پیش کرے اس مطالبہ پر ہم یہ کہتے ہوئے کہ اگر خود فراموشی کی حد نہیں ہو گئی۔ تو آریہ گزٹ حسب ذیل ثبوت ملاحظہ کرے۔ آریوں کے مشہور اخبار "آریہ پتر" (۶ جولائی ۱۹۳۱ء) نے لکھا ہے۔

"ستیارتھ پرکاش کو آریہ سماجک حلقہ میں ہر لغزری کے لحاظ سے دہری درجہ حاصل ہے۔ جو میسائیوں میں انجیل کو مسلمانوں میں قرآن کو۔ ہندوؤں میں گیتا کو اور گرتھ کو سکھوں میں گورو گرانٹھ سائی ہے۔"

کیا ان الفاظ میں صحت طور پر ستیارتھ پرکاش کو دہری نہیں دیا گیا۔ جو دیگر مذاہب کی الہامی کتب انجیل۔ قرآن۔ گیتا اور گرتھ کو حاصل ہے؟

ان یہ اس وقت کی بات ہے جب آریوں نے حضرت سید موعود علیہ السلام کی فکر کے مجسمہ درخشاں کی منبتی کے لئے تشدد مچایا۔ اور ہم نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ منبتی کے قابل دشمن نہیں بلکہ "ستیارتھ پرکاش" ہے۔ اور ایسے دلی و پُر زور مضامین لکھے۔ کہ خود آریوں کو اقرار ہوتا ہے۔ کہ انہی اخبارات نے حملہ کا رخ پھیر دیا ہے۔ آریہ اخبارات کے تو قلمی دشمن کو مضبوط کرانے۔ ستیارتھ پرکاش کو کھٹ کا منظر بنا لائے "آریہ اخبار پرکاش"

چونکہ اس وقت ستیارتھ پرکاش بحث کا مضمون بن چکی تھی۔ اور آریوں کو فخر پیدا ہو گیا تھا۔ کہ ضبط نہ ہو جائے۔ اس لئے انہوں نے اسے دیگر مذاہب کی الہامی کتب کی سیٹ پر لا رکھا۔ لیکن اب جبکہ ہم نے یہ ثابت کیا کہ اس میں نہ صرف اچھوتوں کے متعلق بلکہ ہندوؤں کے ایک بڑے طبقہ کے متعلق بھی اتنا نیت کش تعلیم دی گئی ہے۔ تو ستیارتھ پرکاش کو ایک ایسی کتاب کے درجہ پر لے آئے۔ تاکہ اس کا باسانی انکار کر سکیں۔

مسلمانان الہامی کے مصائب

ایک عرصہ سے مسلمانان الہامی کے مصائب اور ہندوؤں کے حیر و تشو کا نشانہ بننے لگے آ رہے ہیں۔ اور اب تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ظلم و ستم کی انتہا ہو گئی ہے۔ اس کے متعلق کسی قدر تفصیلی حالات اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج کئے گئے ہیں۔ جو نہایت ہی دردناک ہیں مسلمانوں کو جادوگر لہو اور سنگلیوں کا نشانہ بنانے کے بعد اب مختلف طریقوں سے کھلا مارا جا رہا ہے۔ ایسی ہی حکام ان پر تشدد کرنے اور ان کی گرفتاریوں میں گرفتار ہیں اور دوسرے ہندوؤں نے ان کا بالکل کٹ کر کھا دیا ہے۔ اس وجہ سے وہ کھانے پینے کے لئے فروری اشیاء دیتا کرتے ہیں۔ یہی حالت تحفیت انتہا ہے۔ ریاستی ہندوؤں کے اس قدر جسے بڑے ہوئے ہیں کہ انہوں نے ماہر مفسرین صاحب ریونیو ممبر پر ان کے ہونے کی وجہ سے قاتلانہ حملہ کرنا چاہا۔ مگر ناکام رہے۔ اب بھی وہ صاحب کے خلاف منصوبے کر رہے ہیں جب ایک مصنفہ ریاستی اخبار کے ساتھ مفسر مسلمان ہونے کی وجہ سے ہندوؤں کا یہ سلوک ہے۔ تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ بے چارے غریب اور بے کس مسلمانوں کے ساتھ وہ کیا کچھ کر رہے ہیں۔

ہم ہمارا صاحب الہامی کو مسلمانوں کی حالت زار کی طرف متوجہ کرتے ہوئے گزارش کرتے ہیں۔ کہ انہیں ہندوؤں کی چیر و دستیوں سے بچایا جائے۔ انہیں مذہبی امور میں کامل آزادی دی جائے۔ ان کی تعلیم و ترقی کا پورا پورا انتظام کیا جائے۔ ورنہ مسلمانان ہند کو مجبور ہونا پڑے گا کہ جس طرح وہ مسلمانان کشمیر کے مظالم کے اسناد کے لئے مردانہ وار کھڑے ہوئے ہیں۔ اسی طرح الہامی کے مسلمانوں کو مصائب بچانے کے لئے کھڑے ہونے ہوں گے۔

ڈاکٹر گوگل چند کا غلط علاج

بادجو داس کے کہ ہندوؤں کے نزدیک یہ ڈاکٹر گوگل چند کا مہر ہے۔ کہ انہوں نے مسلمانان پنجاب اور حکومت میں کشمکش پیدا کر دی ہے۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ جو راہ انہوں نے اختیار کی ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے چنانچہ "طاپ" (۱۱ جون) لکھتا ہے۔ "میو پیٹھوں میں جو زہریلے آگے ہیں۔ انکا اسناد تو انگریزوں کی تقرری سے ہو گا۔ اور نہ ہی پیٹھوں کی ایکٹ کے زیرم کرنے سے ہو گا۔ اصل علاج ہے۔ کہ میو پیٹھوں کے اندر سے فرقہ پرستی کو اڑایا جائے اور قابل مہران کے لئے میو پیٹھوں میں آنے کا مجبور نہ کرے۔"

اسلام پر اعتراضات کے جواب

اہل عرب کس کی اولاد ہیں؟

حضرت اہل علیہ السلام کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائیوں کا اعتراض

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیائے سابقین و علیہم السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق بنو اسماعیل میں سے مبعوث ہوئے۔ اور فرمادی تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقدس وعدہ کے مطابق جو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے پروردگار ہونے اور خدا کی برکات سے حصہ پانے کے متعلق کئے تھے ایسا ہی کرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اس وعدہ کا ذکر قرآن شریف کے پہلے باب کے آخر میں بتفصیل موجود ہے۔ جہاں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک بعثت ہی پاکستے کا انبیاء ہے لیکن عیسائی اس پر متعجب ہیں۔ اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قریش کے بنو اسماعیل ہونے سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ ان پیشگوئیوں کا مصداق کیونکر ہو سکتے ہیں جبکہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہی نہیں ہیں۔ میں اس اعتراض کا اس وقت مختصر جواب دینا چاہتا ہوں

اہل عرب کا دعویٰ

واضح رہے کہ کسی قوم کا کسی خاص شخص کی اولاد سے ہونے کا حقیقاً ایک ہی ثبوت ہوتا ہے۔ اور وہ اس کی قومی روایات ہیں۔ اقوام عالم کے عقوں کے بنیاد پر ہی اس امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے کہ فلاں قوم فلاں شخص کی اولاد سے ہے۔ یہ بات دنیا میں عام رائج ہے۔ اور ہر شخص اسے مانتا ہے۔ پس اہل عرب جو اس بات کے ہزار سال سے دعویٰ ہیں کہ وہ حضرت اسماعیل کی اولاد ہیں ان کے دعویٰ کو کیوں تسلیم نہ کیا جائے؟ خاص کر جبکہ یہ دعویٰ ان کا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے بہت پہلے کا ہے۔

رسول کریم کا دعویٰ

پھر اگر یہ دعویٰ حضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوتا تو قریش جو آپ کے خون کے پیاسے اور آپ کے ماننے والوں کے جانی دشمن تھے۔ وہ نہ تو اس دعویٰ کی تکذیب و تخطیب کرتے لیکن قریش کا ایسا کرنا بالکل ثابت نہیں۔ کہ ان میں سے کبھی کسی

۱۹۰۷

میں بھٹکتی پھرتی تھی۔ اور جب مشک کا پانی چک گیا جب اس نے اس لڑکے کو ایک بھاری کے شے ڈال دیا۔ اور آپ اس کے ساتھ ایک تیر کے پٹے پر درج بھی کیونکہ اس نے کہا کہ میں لڑکے کا مرنا نہ دیکھوں۔ سو وہ سانسے بیٹھی۔ اور چلا چلا کر روئی۔ تب خدا نے اس لڑکے کی آواز سنی۔ اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا۔ اور اس سے کہا۔ اسے ہاجرہ رکھے کیا ہوا؟ موت ڈر کہ اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے۔ خدا نے سنی۔ اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے بھال لیا۔ کہ میں اس کو ایک بڑی قوم بنا دوں گا پھر خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں۔ اور اس نے پانی کا ایک کنوؤں رکھا۔ اور جا کر اس مشک کو پانی سے بھر لیا۔ اور لڑکے کو پایا۔ اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا۔ اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہ گیا۔ اور تیر انداز ہو گیا۔ اور وہ قادیان کے بیابان میں رہا۔ اور اس کی ماں نے ملک مصر سے ایک عورت اس سے بیاہنے کوئی

اہل عرب بھی تیر اندازی میں کمال رکھتے تھے۔ اور اس فن میں بڑے باہر تھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ ادا صوا خانہ اباجا کہ کاف درامیا کہ تیر بارہ کیونکہ تیر بارہ باب (اسماعیل علیہ السلام) میں تیر انداز تھا۔ پس عربوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ وہ حضرت اسماعیل کی اولاد ہیں۔ اور پھر عقائد کی صفات و عادات سے اپنے آپ کو متصف کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ وہ بنو اسماعیل ہیں۔

اصل بنو اسماعیل کدھر گئے

اگر تسلیم کیا جائے کہ اہل عرب جو بنو اسماعیل بن گئے۔ اور جھوٹ موٹ اپنے آپ کو بنو اسماعیل مشہور کر دیا۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ جو اصل بنو اسماعیل تھے۔ وہ کیوں خاموش رہے انہیں چاہیے تھا کہ وہ اس بات کی تردید کرتے۔ کہ یہ لوگ بنو اسماعیل نہیں۔ بلکہ بنو اسماعیل ہم ہیں۔ مگر آج تک عربوں کے اس دعویٰ کی کسی نے تفتیش نہیں کی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب واقعی بنو اسماعیل ہیں۔

حضرت اسماعیل کے متعلق پیشگوئی

حضرت ابراہیم سے حضرت اسماعیل کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا جیسا کہ بائبل کے مندرجہ بالا حوالہ سے ظاہر ہے۔ پس اگر یہ مانا جائے کہ وہ قوم عرب نہیں ہیں۔ تو بناؤں اس فرمان خداوندی اور الہی وعدہ کے مطابق دنیا میں وہ کونسی قوم ہے جو اپنے آپ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کہتی ہے۔ کیونکہ پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ قوم معلوم ہو۔ مگر یاد رکھو کہ دنیا میں سوائے قریش کے اور کوئی قوم نہیں جو اپنے آپ کو بنو اسماعیل کہتی ہو

قریش بنو اسماعیل ہیں

اب میں بائبل کے ایک نہایت قاطع دلیل پیش کرتا ہوں

قابل تسلیم دعویٰ

جب یہ ثابت ہے کہ قریش کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے بہت پہلے کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ بنو اسماعیل ہیں تو کسی نفسانی غرض پر مبنی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کوئی دنیاوی مشہرت نہ رکھتے تھے جبکہ وہ سے اہل عرب عموماً اور قریش خصوصاً اپنے آپ کو بنو اسماعیل میں سے شمار کرتے۔ لہذا ہر اس کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ لہذا قریش کا یہ دعویٰ ایسی حالت میں جبکہ نبوت کا کوئی تحرک بھی نہیں۔ بالکل صحیح اور قابل تسلیم ہے۔

فتنہ کی رسم

عربوں کی قومی رسم و رواج اور عادات بھی اس امر کی مؤید ہیں کہ وہ بنو اسماعیل ہیں۔ چنانچہ ہزار سال سے ان میں فتنہ کا رواج ہے۔ جس کی بنا پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فتنہ ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ لیا کہ تیری اولاد میں فتنہ کی رسم ابد تک جاری رہے۔ اور یہ میرے اور ان کے درمیان ہمہ کی علامت ہوگی چنانچہ عربوں میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بعثت سے بہت پہلے سے فتنہ کا رواج تھا۔ پھر انہوں نے کعبہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بت بنا کر رکھا ہوا تھا۔

تیر اندازی

اس کے علاوہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایک خاص صفت بائبل میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ تیر انداز تھے۔ چنانچہ پیدائش باب ۲۱ میں لکھا ہے

تب ابراہام نے صبح سویرے اٹھ کر دوئل اور پانی کی ایک مشک لی اور ہاجرہ کو اس کے کاغذ پر دھر کر دی۔ اور اس لڑکے کو بھی اور اس سے دھت کیا۔ وہ روانہ ہوئی۔ اور میر سح کے بیابان

افری تو او عدا کو جسم کو ہوگا

جس پر غور کرتے ہوئے ہر انصاف پسند اور غیر متعصب کو تسلیم کرنا
پڑیگا۔ کہ قریش واقعی بنو نہائیل ہیں۔ اور وہ دلیل یہ ہے۔
یسجلہ باب ۲۱ آیت ۱۴ تا ۱۷ میں عرب کی بابت الہامی
کلام "لیک خاص عنوان دیکر لکھا ہے

عرب کے صحر میں تم رات کو کالو گئے اسے دہائیوں
نسا فلو پانی نے گئے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ اسے تھما کی سر
زمین کے باشندہ دہائیوں کے بھاگنے والے کے شے کو کھاد
کیونکہ وہ تلو ادرں کے سامنے سے نچا گیا کہ کچھ ہوئی کھان
اور جگہ کی شعت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھ کو یوں
فرمایا کہ ہنوز ایک برس میں ہاں مزدور کے سے ایک ٹھیکہ برس میں
قیدار کی سارا چشمہ مت جاتی رہیگی اور تیر تلو ادرں کے جڑ پائی رہے۔
قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جاتیں گئے کہ خداوند اسے نہیں کے خدا
نے یوں فرمایا۔

اس پیشگوئی کے تمام فقرات کے متعلق یہاں بحث نہیں اس وقت میں صرف آخری فقرہ کے متعلق تاثریں کی توجہ پھرنا چاہتا ہوں جس میں بنو قیاد کو عر بفرار دیا گیا ہے۔ ماوراء الن کے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ ایک سال کے انداز ان کی فتان و شاکست مٹ جائیگی۔ بناچار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے پورے ایک سال بعد جنگ بدر ہوئی جس کی طرہ آیت کوہ قن لکم معاد یوم لا تستأخرون عنہ ساعة ولا تستقدمون (ربا) اشارہ کر رہی ہے۔ اس جنگ میں عمار کہ اور سرور ان قریش بیت ربی طرح مقتول و غنڈہل ہوئے۔ اور کچھ قید و بند کی زنجیروں میں لٹکائے گئے۔

اس پیشگوئی میں صاف طور پر لفظ قیدار آیا ہے جو اس بات
کا دلیل ہے کہ عرب واقعی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں
لیونکہ بنو قیدار کو عرب قرار دیا گیا ہے۔ اور قیدار حضرت اسماعیل
علیہ السلام کے جلیل القدر فرزند ہیں۔ دیکھو پیدائش ۲۵ اسی طرح
یہاں کا ایک لفظ آیا ہے۔ یہ بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ایک
فرزند تھے۔ دیکھو پیدائش ۲۵ میں واضح رہے کہ عرب میں حضرت
اسماعیل علیہ السلام کے بیٹوں کے ناموں پر شہرہاں کا نام رکھا جانا
اس بات کی بختہ دلیل ہے کہ حضرت اسماعیل اور ان کے فرزندوں کو اگر
دوبہتے۔ اور ان کی نسل چیلی۔ پس مندرجہ بالا حوالہ ایکسٹینڈیٹ
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو اسماعیل میں سے ہیں ؟
(خاک رحبال الدین شمس)

غائب

رادہا کون تھی؟

اسلام کی خصوصیت

غائبہ عالم میں اسلام اس خصوصیت میں منفرد ہے کہ اس کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسری اہم شخصیتوں کی زندگی آئینہ دار ہے۔ اور اس وضاحت اور معافی کے ساتھ کہ وہاں واقعات موجود ہیں۔ کہ تمام غور و خال اور کیریکٹر کا ہر پہلو صاف طور پر نظر آتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں دوسرے مذاہب کے پیڑ اپنی فضیلت اور برتری کے زبانی دھونس دے کر ہزار کریں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان سے قلعی رکھنے والی نہایت اہم شخصیتوں کے سوا اور دوسری حالات کا بھی کچھ پتہ نہیں ملتا کہ کسی کے متعلق کچھ نہ سمجھی ہے۔ تو اس میں اس قدر تضاد اور متناقض نظر آتا ہے کہ اس سے اور زیادہ الجھن پیدا ہو جاتی ہے۔ ہندو دھرم کے متعلق ایک اس قسم کی مثال آج پیش کی جاتی ہے۔

رادہا سے ہندوؤں کی عقیدت

عام لوگ خصوصاً وہ جنہیں کبھی ایک آدمہ یا بھی ہندوؤں و سنان دھرمیوں کی کسی تقریب میں شامی ہونیکا موقع ملتا ہے مانتے ہیں کہ رادہا ان کے ہاں ایک اہم شخصیت ہے۔ اور دھرم کرشن کے نام کے ساتھ اس کا ذکر ضروری ہے۔ ہر شائق دھرمی کرشن جی کا نام لینے وقت پہلے رادہا کا نام ضرور لیتا ہے۔ یہ رادہا کون تھی۔ اس کا جواب نہایت دلچسپ و سائنسیوں کی مقدس کتاب بھاگوت گیتا ہے۔ اس میں تو رادہا کا کوئی ذکر نہیں اس کے بعد تدریجی لحاظ سے جہاں بھارت کا درجہ ہے۔ لیکن اس میں بھی رادہا کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ البتہ کرشن جی کی زندگی کے حالات شائق دھرمی نقطہ نگاہ سے دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک کتاب پریم دیورت چوران لکھی گئی ہے۔ اس میں رادہا کے نہایت عجیب و غریب حالات درج ہیں۔

رادہا کرشن کی بستی تھی

پریم دیورت پران پریم لکھتا اور بیان کرتے ۵ شلوک ۱۶۲۵ میں درج ہے۔ کہ کرشن کے باپن پسواڑ رسیلی سے ایک کینا پیدا ہوئی اس سے بھاگ کر بھولوں کو بے کر کرشن کے قدموں میں چو جاتی۔ چونکہ وہ اس بلیوں اور لوگوں میں کرشن کے آگے ٹھہری اس لئے اس کا نام رادہا ہو گیا۔ گویا رادہا کرشن جی کی بستی تھی۔

رادہا کرشن جی کی بستی تھی

پر کرٹی لکھتا اور بیان کرتے ۹ شلوک ۴۴ میں لکھا ہے کہ رادہا گوب کرشن کے انش سے پیدا ہوئی تھی۔ گویا رادہا کرشن جی کا

بیٹا تھا۔ اور اسی اور بیان کرتے ۳۸ شلوک ۳۸ میں یہ لکھا ہے کہ رادہا کرشن کے ساتھ رادہا کی شادی ہوئی تھی گویا وہ کرشن جی کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رادہا کرشن کی بستی تھی

اور بیان کرتے ۹ شلوک ۳۶ میں لکھا ہے کہ رادہا کرشن جی کی بستی تھی۔ اور ہندوؤں کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ پرش بھاگوت کرشن جی کا تایا زاد بھائی تھا۔ گویا اس لحاظ سے رادہا کرشن جی کی بستی تھی۔

رادہا کرشن جی کی بیوی تھی

پریم دیورت پران کرشن جنم لکھتا اور بیان کرتے ۱۵ میں درج ہے کہ پرہما نے رادہا کے ساتھ کرشن کا بواہ سنگار کیا۔ اور ان کے بعد رادہا اور کرشن نے خوب کام کر پڑا۔ اور گربھا و جان سنگار کیا۔ گویا رادہا کرشن کی بیوی تھی۔

رادہا کرشن کی ماں تھی

اچھ ایک ہوالہ کی بناء پر لکھا گیا ہے کہ رادہا کرشن جی کا بیٹا تھا۔ لیکن پر کرٹی لکھتا اور بیان کرتے ۹ شلوک ۴۱ میں لکھا ہے کہ رادہا کرشن کی والدہ لیشودا کا بھائی تھا۔ گویا کرشن جی کا بھائی تھا۔ اور پرش بھاگوت لکھتا ہے کہ رادہا کرشن جی کی شادی اس بھائی سے ثابت ہے۔ اس طرح رادہا کرشن جی کی ماں تھی۔

عسام ہندوؤں کا عقیدہ

یہ تو وہ دھرمی ہیں جو شائق دھرمیوں کی ایک متقدمہ کتاب کے رد سے کرشن جی اور رادہا کے تھے۔ لیکن عام ہندو رادہا کو کرشن جی کی بیوی خیال کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اسٹیم پیپر تعلقات اور رشتہ داریوں کے باوجود اگر کرشن جی نے رادہا سے بواہ کیا۔ تو کیا دیک دھرم کے رد سے یہ جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور کیا دیدوں میں اس کی اجازت ہے۔

بدھ مذہب کے قدیم رسم و رواج

تازہ ترین تحقیقات

انٹرنیشنل سوسائٹی آف بڈھ کے ایک ماہواری اجلاس میں رائل ایشیاٹک سوسائٹی ہال میں اپریل ۱۹۳۲ء میں منعقد ہوا جس میں تازہ ترین تحقیقات اور ریسرچ کے بناء پر بدھ مذہب کے متعلق ایک سمینار منعقد ہوا جس میں بتایا گیا کہ بدھ مذہب کے قدیم طریقہ کے رد سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں لڑکی کی شادی قریباً سو سال کی عمر میں کی جاتی تھی۔ اور دھرمی کی شادی کی مثالیں بہت نظر آتی ہیں۔ شادی کے رسم نہایت سادہ اور کچھ

تھے۔ لڑکی کے باپ کی طرف سے جہیز دینے کا رواج بھی کم ہوتا تھا۔ طلاق بھی اس زمانہ میں مروج تھی۔ اور ناگوار حالات پیدا ہو جانے کی صورت میں میاں بیوی میں علیحدگی ہو جاتی تھی۔ بیوگان کی شادی جائز تھی۔ اور عام طور پر بیوؤں کی شادی کر دی جاتی تھی۔ چچا زاد، خالو زاد، ساسو زاد اور چچو بھی زاد بہنوں سے شادی کی اجازت تھی۔ کثرت ازدواج کا بہت رواج تھا۔ اور عام طور پر لوگ ایک سے زیادہ شادیاں کرتے تھے۔ نکاحی اور بدھ فرشی بھی ہوتی تھی۔ بدھ مذہب کے ماننے والے لوگ درختوں کی پوجا کرتے تھے۔ اور جن بھوت پر بھی ان کا اعتقاد بہت زیادہ تھا

ہندوؤں سے بے تعلقی

اس تحقیقات سے ثابت ہے کہ ابتدائی ایام میں بدھ مذہب اور ہندو مت میں بعد لکشمی قریب تھا۔ اور یہ ایک دوسرے کے بائبل جدا گانہ حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن آہستہ آہستہ اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ بدھ مت کے لوگ بھی مردم شادی کے وقت ہندوؤں کا ایک بچہ جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے مستندات ہندوؤں کی نسبت ان کے ساتھ بہت زیادہ ملتے ہیں۔ سب سے بڑا کہ حیرانی تو یہ ہے کہ حکومت جس کے زیر انتظام ایسی ایسی تحقیقاتیں ہوتی ہیں۔ اور جس کے پاس ان باتوں کے لئے سب سے زیادہ وسائل موجود ہیں۔ ایسے بھی ہندوؤں نے اسے ایسا سمجھ کر رکھا ہے کہ ان کی مغرور اکثریت کو عملی طور پر کالعدم کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔

موجودہ بدھ مذہب

اس وقت بدھ مذہب کی طرف متوجہ ہونے والے اعتقاد اور رسم و رواج کے متعلق ہم کچھ حصہ ہوا۔ بعض معنوں میں لکھ چکے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس مذہب کی موجودہ صورت اصل بدھ از م سے بالکل مختلف ہے۔ اور اگرچہ مذہب کے اصول میں موجودہ بدھ مت بھی ہندوؤں کے ہم خیال نہیں لیکن حدیث امور میں بہت حد تک ان میں جذبہ ہونے کی بنا پر بدھ مذہب میں تغیر اور تبدیلی ثابت ہے۔ جو اس امر کا ثبوت ہے کہ اس مذہب میں دوسرے تمام مذاہب کی طرح یہ مذہب بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں نہیں۔ اور وہ چونکہ اسلام کی موجودگی میں کسی اور مذہب کی ضرورت نہیں دیکھتا۔ اس لئے تمام مذاہب کی حفاظت کی طرف سے بے پرواہ ہے۔ اور صرف اسلام ہی ایک الیاس مذہب ہے جو صدیوں کے بعد آج بھی بعینہ اسی حالت میں نظر آتا ہے جس میں دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور یہ اس کے منجانب اللہ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہونیکا جو شک پر نیز دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت و برتری کی یہ ایک ایسی دلیل ہے جس کا مقابلہ کرنا بدھ مذہب نہیں کر سکتا۔ مذہب اور مذہب کی وجہ سے کوئی اسے تسلیم نہ کرے تو نہ کرے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ بدھ مذہب صرف جو اس پر غور کرے گا۔ اسے ماننا پڑے گا۔

گلائی سفارشات مسلمانانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی نسبت متعدد اعلیٰ اسماء پر سہ شہر سکھ کام کر رہے۔ صرف بدیل لائن میں رہو اگرچہ یہ سخت سنگینہ پرناہ سنگینہ۔ ترک سکھ۔ سروال سنگینہ۔ اندر سنگینہ۔ سریت سنگینہ۔ برقی سنگینہ وغیرہ وغیرہ ملازم ہیں۔ اور مال کے محکمہ میں یا دیگر محکموں میں عمل کر رہے۔ اگر سنگینہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس تیرہ سنگینہ اور چیت سنگینہ وزیر وزارت شیر سنگینہ۔ اسٹنٹ کنسروٹو۔ سوہ سنگینہ۔ پش سنگینہ۔ نقاش سنگینہ وغیرہ تحصیلدار اور پش ایک پلٹن خالص سکھوں اور ڈوگروں کی علاقہ ۹۵ فیصدی آبادی رکھنے والے مسلمانوں کی ایک پوری پلٹن بھی نہیں کیا یہ مسٹر گلائی کی پہل انکاری کا نتیجہ نہیں۔ یہ حال اس وقت کے ہیں۔ جب ریاست والوں کی طرف سے بار بار یہ ڈونڈی پٹ رہی ہے۔ یہاں جاہری سنگینہ کا مذہب انصاف ہے۔ جبوں دشمنی کی ریاست میں انصاف کی گنگا بہ رہی ہے۔ ہم ریاستی اور غیر ریاستی ہندوؤں کو جو گلا پھاڑ پھاڑ کر رہے ہیں۔ کہ ریاست کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے۔ چیلنج کرتے ہیں۔ کہ ایک فیصدی واسے سکھوں کے جو نام ہم نے دے رکھے ہیں۔ اور جو سب کے سب اعلیٰ عہدوں پر ہیں۔ اتنے مسلمانوں کے نام ہی گئی ہیں۔ جو اعلیٰ اسماء پر نہ ہوں۔ ہم ہندوؤں کو غیرت دلاتے ہیں کہ آئندہ جو بڑے بڑے سے احترام کریں کہا جاتا ہے کہ ریاست میں معیار ملازمہ اعلیٰ قابلیت و استعداد ہے۔ لیکن ہم پوچھ سکتے ہیں۔ کہ ہمارے کارکن جو آج کل مشیر ہیں۔ کس یونیورسٹی کے گریجویٹ ہیں۔ جنہوں نے اپنی غیر دانشمندی کی وجہ سے ریاست کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا۔ (نامہ نگار)

شیخ محمد عبداللہ کی رہائی اور مسلمانانہ

بلل حریت شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کی رہائی کی خبر جوں میں بجلی کی طرح پھیل گئی۔ مسلمانانہ جوں کے دل کنڈوں کی طرح کھل گئے۔ مسلمانانہ جوں کے شیر کے اس صلح جو یا نہ اقدام کو بیکار استحقاق دیکھتے ہیں۔ لیکن موجودہ حالت میں۔ کہ ایسی تک دہمیاں جوں کو کیوں نہیں رہا کیا گیا۔ تاکہ برصغیر ہوئی بے چینی کا انداز ہو۔ جبکہ تمام کے تمام ہندو لہجے شہر رہا کر دئے گئے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ تمام مسلمان قیدیوں کو رہا نہ کیا جائے۔ (نامہ نگار)

کی تھی۔ کہ آئندہ ملازمتوں میں مسلمانوں کو ۵۰ فیصدی حصہ دیا جائے۔ مسٹر گلائی اس کارروائی سے آگاہ تھے۔ اور ان کے مسلسل قیام جوں میں بھی انہیں معلوم ہوتا رہا۔ کہ اس آرڈر کے نفاذ کے باوجود اس پرنسپل در آمد نہیں ہوا۔ مسٹر گلائی کے لئے لابی تھا۔ کہ وہ اس آرڈر کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد دیتے۔ اور دھڑلے سے اس امر کا ذکر کرتے۔ کہ ریاست کے حکام نے مہاراجہ بھائی کے احکام کی چٹاں رواہ نہ کرتے ہوئے بد امنی کو ترقی دی ہے۔ لیکن مسٹر گلائی پھر بھی کچھ نہ کر سکے۔ اور ہندوؤں کی خفیہ کانگریس دھمکیاں اپنا کام کر گئیں۔ مرزا مظفر علی سابق ہوم منسٹر کے عہد میں جو اشخاص کا دارا کر لیں کام کیے گئے۔ جیسا جاتا تجویز ہوا تو ان سے متعلقہ جو ہندوستان۔ چیلوں اشخاص ہندو تجویز کئے۔ مرزا صاحب موصوف نے شکل دو مسلمانوں کو بھی بیچ میں گھسٹ دیا۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ واپس مڑا لئے جائیں گے۔ (خدا کرے یہ خبر غلط ہو) اگر مسٹر گلائی تناسب کا کلیہ مقرر کر دیتے۔ تو یہ نا انصافی کیوں ہوتی۔ مسٹر گلائی کے تناسب مقرر نہ کرنے کی وجہ سے ایک اور ضرب لم حقوق پر کاری پڑتی ہے۔ یعنی ریاست شیر میں سب اسٹنٹ سرچر جو کہ اسٹنٹ سرچر ہیں۔ جنہیں میں جنہیں سو یا تیس ہندو اور صرف پانچ مسلمان ہیں۔ جنہیں میں ایک دو ماہ پیشتر ملازم رکھ لیا گیا ہے۔ ورنہ پہلے وہ بھی کا لدم تھے۔ اس محکمہ کے انسر اعلیٰ ایک انگریز ہیں۔ مرزا مظفر علی نے جب صاحب موصوف سے پوچھا۔ کہ آپ کے محکمہ میں مسلمان کم کیوں ہیں۔ تو جواب ملا۔ کہ ریاست نے یہی کہہ دیا ہے۔ لالہ رام لعل سپرنٹنڈنٹ جسے تبدیل کرانے کی وجہ سے مرزا مظفر علی کو مستعفی ہونا پڑا تھا۔ ایک مسلمان ڈاکٹر کو برطرف کر رکھے ہیں۔ اور معلوم ہوا ہے۔ کہ دو اور مسلمانوں کی شامت آسنے والی ہے۔ اگر مسٹر گلائی تناسب حقوق ملازمت کے تعین میں پہل انکاری سے کام نہ لیتے۔ تو آج مسلم حقوق کیوں کھنڈ چھری سے ذبح ہوتے۔ کہ ریاست کشمیر میں ایک فیصدی کی نسبت سے آباد ہیں۔ لیکن مسلمانوں

قسط اول میں ہم نے ہندوؤں کی مختلف مذہبی رسوم کا ذکر کر کے جنہیں حکومت ہند نے قوانین کے ذریعہ منسوخ کیا۔ اور جو فی الواقعہ تہذیب انسانی کے لئے موجب ننگ تھیں۔ یہ ثابت کیا تھا۔ کہ مسٹر گلائی نے اپنی رپورٹ میں اسی قسم کے غیر منصفانہ طریقہ کو مضبوطی عائد کر کے مسلم عائد کر کے اور جو ان کے لئے ہندوؤں کے پرنسپل لاؤ کا حوالہ دے کر ہندوؤں کی طرف داری کی ہے۔ گلائی رپورٹ نے جہاں اس بے حد اہم مسئلہ کو مسلم تہذیب اور مذہب کے خلاف محض کانگریسی پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر اسی حالت میں چھوڑ دیا ہے۔ اور مذہبی آزادی کا گلا گھونٹ کر مسلمانوں کے لئے ایک دفعہ پھر آزمائش کا میدان کھلا دیا ہے۔ وہاں ریاست کے لئے بھی کوئی مفید کام نہیں کیا۔ آج کی قسط میں ہم مسٹر گلائی کی رپورٹ میں سے چند ایسے امور کا ذکر کرتے ہیں۔ جنہوں نے مسلمانوں کی سر و سبز میں بید مصلحت پیدا کر دی ہے۔ اور مسٹر گلائی کی انہیں سفارش جو دو لفظ سے یعنی مسلمانوں کی حق رسی ہونی چاہیے کی برکات بیان کرتے ہیں۔

مسٹر گلائی پر تحقیقات میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی تھی۔ کہ ریاست کی ملازمتوں میں مسلمانوں کا حصہ جو کل آبادی کا اسی فیصدی ہیں۔ آئے ہیں۔ لیکن کے برابر بھی نہیں۔ اور حکام ریاست مسلمانوں کے ساتھ نہایت غیر منصفانہ سلوک کرتے ہیں۔ اگر اس امر کے ثابت ہو جائے کہ باوجود یہی گلائی کہہ نہیں کر سکے۔ انہیں چاہیے تھا۔ کہ وہ ایک معقول تناسب مقرر کر کے سفارش کرتے۔ اور اس تناسب کو ماحققہ پورا کرنے کے لئے کوئی لاٹھ عمل بتاتے۔ مسلمانوں کے سابقہ نقصانات کی تلافی اور آئندہ ان کے تحفظ حقوق کی تجاویز سوچتے لیکن انہیں اس کا مقام ہے۔ کہ امر متذکرہ صدر کی نسبت مسٹر گلائی کی رپورٹ لب بند زبان بند دہی بند نظر بند کا مصداق بنی ہوئی ہے۔ ایک اور از سریتہ کے اکتشاف پر یعنی انجمن اسلامیہ کے میموریل پیش کرنے پر مہاراجہ بہادر نے ایک کانفیڈنشل آرڈر کے ذریعہ حکام ریاست کو ہدایت

ریاست کے مسلمانوں کے درناک حالت

مذہب میں مداخلت

۱۹۲۳ء میں ریاست الوری میں ارتداد و دغا ہوا۔ اور بھولے بھالے دیہاتی مسلمانوں کو آریہ بنایا گیا۔ ۱۹۲۵ء میں تعلیم و قرآن و دینیات پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ اور اس کا سلسلہ ۱۹۳۲ء تک برابر جاری رہا۔ قرآن پاک کی تعلیم دینے والوں پر سختیاں کی گئیں۔ بچکے بچے گئے۔ اسلامی کتب اور مدرسے بند ہوئے۔ انجمن خدام الاسلام نے سدائے احتجاج بلند کی۔ اور ساتھ ہی الہ گورنمنٹ سے مطالبہ کیا کہ جو حکام اور مدارس اسلامیہ بند کر دیئے گئے ہیں۔ وہ جاری کئے جائیں جو بعد سرکاری قبضہ میں ہیں ان کو آزاد کیا جائے۔ وادھی مندر کے قانون کو منسوخ کیا جائے۔ اور قانون شادی و نکاح انشاء کیا جائے۔ مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ کیا جائے۔

مسلمانوں پر سختیاں

حق آواز و حدیث کو طوطی ہوا کرتی ہے۔ اور گورنمنٹ مسلمانوں کے مطالبات سے چراغ پا ہوتی۔ اور ہر ممکن تدبیر عمل میں لاتی گئی کہ انجمن خدام الاسلام کو زبردستی جائے۔ اور اس کے کارکنوں کو بیکار کر دیا جائے۔ ڈاکٹر محمد علی صاحب صدر انجمن خدام الاسلام کو ہر قسم کی تنبیہ و تہدید کی گئی۔ اور کئے الفاظ میں کہا گیا۔ کہ وہ انجمن کی صدارت سے دست بردار ہو جائیں جب ڈاکٹر صاحب پر کوئی اثر نہ ہوا۔ تو انہیں قلعہ میں بند کر دیا گیا۔

آخر الوری سیکرٹری انجمن خدام الاسلام پر توہین کا مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ مقدمہ کے دوران میں عدالت سے زیادہ سے زیادہ سختیوں کی گئیں اور ابھی تک وہ سلسلہ جاری ہے۔

مسلمانوں کے خلاف سند دہنگی تیار کیا

مسلمانوں کو کچلنے کے لئے ہندو تنظیمیں کیا گیا۔ ریاست کے کئی ایک جاگیردار اس تحریک کے سرخزم ہیں۔ بھنگیوں اور چاروں کو الٹی ہندو برادریوں میں برابر کا درجہ دینے کا وعدہ دیکر مسلمانوں کے مقابلے کے پتے تیار کیا گیا۔ وقتاً فوقتاً یہاں صاحب کی خدمت میں یہ تمام اطلاعات دی جاتی رہیں۔ لیکن یہ سب کچھ رائیگاں ہوا۔

بھنگیوں اور چاروں کی مہاسبھائی فوج تیار ہو جانے پر بہن بننے۔ راجپوت۔ امیر جاٹ وغیرہ دیگر ہندو اقوام کو متحد کیا گیا۔ حرم کیا تو متحدہ ہندو قوت کا مظاہرہ کیا جائے گا۔ بہادر پور میں ایک مہاجن نے وہ ساہنجان جو ۱۹۲۵ء سے تعزیر کے دن گرایا جابا کرنا تھا۔ اس دفعہ گرنے سے انکار کر دیا۔ اور وہاں ہنگامہ برپا ہوا اور میں بھی تحریروں پر کئی مقالات سے ہندوؤں نے پتھر پھینکے لیکن مسلمانوں نے ضبط سے کام لیا۔ اور کسی قسم کا فائدہ ہونے دیا۔

ہندوؤں کا جلوس

دہلی و رونا و کچھ ہر چاروں کا ایک نیا سند تعمیر کیا گیا۔ اور ایک دوسرے سند سے گٹھا کی صورتی ۲۵ مئی کی صبح کو جلوس کے ساتھ اس سند میں جانے کا اعلان ٹھاکر پوانی سنگھ کے وٹھوں جاری ہوا۔ ہندو تاریخ نگاروں میں تیار کئے گئے۔ سکھوں نے اس مظاہرہ میں مسلح ہو کر شرکت کی۔ وہیات سے بھی لاقعد ہندو بلائے گئے۔ ریاست کے تمام جاگیردار فوجی سرور اور ذول حکام اس مظاہرہ میں مسلح ہو کر شرکت کیے۔

غرض بڑے دور دراز کے ساتھ ہندوؤں کا جلوس نکلا۔ مسلمان ہندو مسلم تصادم کے خیال سے نہ تماشہ کے لئے شرکت ہوئے۔ نہ مسلمان دکانداروں نے دکانیں کھولیں ماسی دن شام کو ہندو سنگتر اشوں کیے مارا اسے پھر ہادیو کا جلوس نکالے جانے کی تیاری ہوئی۔ لیکن اعلیٰ حکام ریاست نے اس مظاہرہ کو اس لئے روک دیا۔ کہ مسلمان ایک سڑ پر بدستور قدیم چادر سے جانے والے تھے۔ مسلمان چادر سے گئے۔ اور قابل ذکر کوئی بات نہ ہوئی۔

مسلمانوں پر حملہ

۲۹ مئی کی صبح کو ہندوؤں نے بڑے پیادہ ہادیو کا جلوس نکالا۔ مسلمانوں کا بھی چادر جلوس نکلا۔ جب یہ جلوس بالیوں کی گلی کے پاس پہنچا۔ تو دھچک پوری کی ایک تنگ گلی میں سے بہت سے بھنگی آئے۔ اور جلوس میں گھسنے لگے۔ مگر جب کو تو ال شہر نے بھنگیوں کو ایسی حرکت کرتے دیکھا تو انہیں واپس اسی گلی میں وٹھیل دیا آگے چلے پھر ایک گلی سے ہندوؤں نے اچانک حملہ کیا۔ لیکن مسلمانوں نے جب اس طرٹ فوج کی۔ تو حملہ آور بھاگ گئے۔ تروپو لیٹا تک جلوس کے پیچھے تک مختلف اطرات سے پتھر وغیرہ آتے رہے۔ جلوس کا اگلا حصہ لاکھیر اور دازہ پر تھا۔ اور کچھ حصہ تروپو لیٹ میں اس وقت لال دروازہ باڈار۔ خشکی بازار اور حرا بازار ہندوؤں سے سمور نظر آئے۔ تینوں دروازوں سے ہندوؤں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اور مسلمانوں کے لئے صرٹ والا کھڑا اور دازہ بازار رہ گیا۔ کچھ مسلمان تاپس لوٹے۔ اور ایک مسلمان غازی نام خون میں شرابور ہڑتا ہوا آیا۔ اسے تو ایک چوہرہ پر لٹا دیا گیا۔ اس خیال سے کہ اور مسلمانوں کو نہ مارا جا رہا ہو۔ مسلمان تروپو لیٹ کی طرف پکے پکے ہندو بھاگ گئے۔ جب مسلمان پھر جلوس کی طرف چلے۔ تو ہندو جمع ہو گئے۔ غرضیکہ جب مسلمان مداخلت کے لئے لوٹے۔ تو ہندو بھاگ جانے۔ اور جب مسلمان جلوس کی طرٹ چلے۔ تو پھر جمع ہو جاتے۔ رام پرشاد صاحب کو تو ال شہر نے یہاں بھی خساد رکھنے کی انتہائی کوشش کی۔ اور ہندوؤں کے پاؤں میں اپنی بگائی ڈال دی۔ اور اتھ جوڑے۔ کہ مت رلو۔ اس وقت کئی مسلمان زخمی ہو گئے۔

فوج کی گولیاں

کسی دوران میں راجہ غنشنفر علی خان صاحب ریونیو ہنڈر اور

وہ بھائی گنیشی لال جی پریم مندر آئے۔ ہندوؤں نے راجہ صاحب پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر ہوشیار موٹر ڈرائیور نے۔ ۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے موٹر کو الٹا چلایا۔ اور جی خانہ کے پاس سے جا کر سید کیا۔ اس طرح دوسرے راستہ سے وہ چادر کے قریب پہنچے۔ اور جلوس کو آگے بڑھانے کے لئے کہا۔ جلوس کو وہی قدم آگے بڑھائے تھے کہ ایک دم فوج ڈبل مارچ کرتی ہوئی آئی۔ اور ہا کچھ کہے سے کوئی چلادی۔ پھر سنگیوں سے مسلمانوں کو چھوڑ ڈالا۔ فارنگ سے وہ مسلمان بقتول اور چودہ زخمی دستیاب ہوئے۔ لیکن نہیں کہا جاسکتا کہ کتنی لاشیں غائب کر دی گئیں۔ رات کا کافی حصہ گزر جانے کے بعد کرنل نظام الدین۔ کرنل خورشید عالم۔ راجہ غنشنفر علی خان بھائی گنیشی لال جی آئے۔ اور انہوں نے زخموں اور لاشوں کو ہسپتال لے جانے کے لئے کہا۔ موٹر لاریاں آئیں۔ اور زخموں اور لاشوں کو ہسپتال پہنچایا گیا اور پھر سرکاری انتظام میں منتقلین کو دفن کر دیا گیا۔

اب کیا ہو رہا ہے؟

اب کرنیو آرڈر جاری ہے۔ فوج رات دن گشت لگا رہی ہے۔ مکمل پٹرول ہے۔ مسلمانوں کو ہندو دکانداروں سے سوسا ملت دینا بند کر دیا ہے۔ تین روز تک بھنگیوں نے صفائی نہ کی۔ ہمارا صاحب کو تار پر تار دینے گئے۔ لیکن اس وقت تک کوئی نمایاں اثر نہیں ہوا۔ انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ کہ مظلومین کی فربادیں۔ میر دنی دتیا اسلام اور برٹش گورنمنٹ تک پہنچائی جائیں۔ پریسیوں کے لئے حکم ہو گیا۔ کہ ذرا اور سے باہر ہو جائیں۔ باہر سے الوری کوئی نہیں آسکتا۔ تارور کے جا رہے ہیں۔ عادی کی تفتیش کے لئے ایک کمیشن جرمانی نس ہمارا اور الوری نے مقرر کیا ہے۔ جس میں وہ اشران مقرر کئے گئے ہیں۔ جن پر مسلمانوں کو تلخی بھر رہی ہے۔ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ برٹش گورنمنٹ سے آزاد اور غیر جانبدار تحقیقاتی کمیشن لاریں آنا چاہیے۔ صین بوبہ کے وقت راجہ غنشنفر علی خان ریونیو مندر کی موٹر پر ہندو بواشوئوں نے حملہ کرنا چاہا۔ معلوم ہوا ہے کہ راجہ صاحب کی جان ہنوز خطر میں ہے۔ اور ان کی جان لینے یا ریاست سے باہر چلو ہنے کے منصوبے کا بھی جائے ہے۔

ہندو جھوٹے استغاثہ بنا کر دائر کر رہے ہیں۔ اور بے گناہ مسلمانوں کو پھانسنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ گرفتاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ ہندو اپنی دکانوں سے مسلمان دکانداروں کو نکال کر دکانیں خالی کر رہے ہیں۔ (نامہ نگار)

مسلمانان الوری سے ہمدردی

مسلمانان گوڈاگالان نے ایک جلسہ کر کے مسلمانان الوری کی ہمدردی میں قراردادیں منظور کیں۔ اور گورنمنٹ سے مداخلت کی درخواست کی ہے۔

فہرست نمائندگان ماہ مارچ اپریل ۱۳۳۵ھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۸۸۲	ایس۔ ایچ۔ ایم روفل جٹ سیلون	۹۱۵	چودھری محمد حسین صاحب منیر ضلع گورداسپور	۹۵۲	مجید خان قاتون صاحبہ شاہ جہانپور	۹۸۴	حکیم مسطی حسین صاحبہ جے پور
۸۸۳	محمد مظاہر صاحب	۹۱۶	چودھری احمد بخش صاحبہ	۹۵۳	غلام غوث صاحبہ ضلع گجرات	۹۸۸	چودھری محمد عبداللہ صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۸۸۴	محمد صادق صاحبہ نو مسلم سیستان	۹۱۷	چودھری اللہ دتہ صاحبہ	۹۵۴	مشتاق احمد شاہ صاحبہ ریاست بہاولپور	۹۸۹	محمد بی بی صاحبہ والدہ چودھری محمد عبداللہ صاحبہ
	ملک ایران	۹۱۸	ابلیہ چودھری محمد حسین صاحبہ نبردار ضلع گورداسپور	۹۵۵	کریم بخش صاحبہ ضلع لودھانہ		ضلع سیالکوٹ
۸۸۵	عزیزہ خاتون صاحبہ ضلع نواب شاہ	۹۱۹	نمبردار ضلع گورداسپور	۹۵۶	عائشہ بیگم صاحبہ ضلع گورداسپور	۹۹۰	زینب بی بی صاحبہ ضلع راولپنڈی
۸۸۶	حرمیت خاتون صاحبہ	۹۲۰	دختران چودھری محمد حسین صاحبہ	۹۵۷	شاہ محمد سیکریم بخش صاحبہ	۹۹۱	سرور بیگم صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۸۸۷	عبد الغنی صاحبہ	۹۲۱	محمد ظہور صاحبہ ضلع گورداسپور	۹۵۸	سوار محمد سیکریم بخش صاحبہ	۹۹۲	لال الدین صاحبہ شیخوپورہ
۸۸۸	عائشہ خاتون صاحبہ	۹۲۲	ابلیہ چودھری محمد بخش صاحبہ	۹۵۹	علی محمد صاحبہ ضلع گورداسپور	۹۹۳	ایم عبدالودود صاحبہ ضلع مکی
۸۸۹	پناہ خاتون صاحبہ	۹۲۳	ابلیہ چودھری اللہ بخش صاحبہ	۹۶۰	حسن جمالہ ابلیہ ملک عبد الجبار خاتون ضلع پشاور	۹۹۴	عائشہ صاحبہ لال پور
۸۹۰	قائم خاتون صاحبہ	۹۲۴	والدہ صاحبہ	۹۶۱	زینب النسا رگم صاحبہ بیت صاحبہ	۹۹۵	علیم محمد صاحبہ کوہاٹ
۸۹۱	کنیز بانو صاحبہ	۹۲۵	محمد مدتی صاحبہ	۹۶۲	عبد العزیز صاحبہ	۹۹۶	محمد فاضل صاحبہ ضلع نواب شاہ سندھ
۸۹۲	احمد بخش صاحبہ	۹۲۶	ابوالحسن صاحبہ	۹۶۳	خانم جان صاحبہ بنت غلام خاتون	۹۹۷	مہر صاحبہ
۸۹۳	سبحان خاتون صاحبہ	۹۲۷	عبد الغفور صاحبہ	۹۶۴	آسیہ خاتون صاحبہ محمد سالم اکبر صاحبہ	۹۹۸	محمد مراد خاتون صاحبہ لڑکانہ
۸۹۴	نفل الدین صاحبہ ضلع گورداسپور	۹۲۸	عبد الغفور صاحبہ	۹۶۵	نواب بخش	۹۹۹	کریم بی بی صاحبہ سیالکوٹ
۸۹۵	علی اکبر صاحبہ شیخوپورہ	۹۲۹	محمد مدتی صاحبہ	۹۶۶	رحیم بخش صاحبہ ریاست بہاولپور	۱۰۰۰	ہاجو بی بی صاحبہ
۸۹۶	مسماہ تاجر صاحبہ بشار	۹۳۰	ابوالحسن صاحبہ	۹۶۷	محمد احمد خاتون صاحبہ ضلع شملہ	۱۰۰۱	احمد بی بی صاحبہ
۸۹۷	مسماہ حسین بی بی صاحبہ گجرات	۹۳۱	عبد الغفور صاحبہ	۹۶۸	راؤ حکم علی خاتون صاحبہ سہارنپور	۱۰۰۲	عبد المنان صاحبہ
۸۹۸	عبد الرحیم صاحبہ کان پور	۹۳۲	ابلیہ چودھری اللہ دتہ صاحبہ	۹۶۹	بہاول خان صاحبہ لڑکانہ	۱۰۰۳	عبد السلام صاحبہ
۸۹۹	عبد الرحیم صاحبہ شیخوپورہ	۹۳۳	نختر احمد صاحبہ	۹۷۰	عالم خاتون صاحبہ نواب شاہ	۱۰۰۴	عبد الحمید صاحبہ
۹۰۰	محمد صادق صاحبہ ضلع شیخوپورہ	۹۳۴	سید بن شہ صاحبہ ضلع نواب شاہ سندھ	۹۷۱	شمس الدین صاحبہ کلک	۱۰۰۵	فیروز الدین صاحبہ
۹۰۱	محمد شریف صاحبہ سیالکوٹ	۹۳۵	سید بن شہ صاحبہ ضلع نواب شاہ سندھ	۹۷۲	سیاں اللہ بخش صاحبہ گوجرانوالہ	۱۰۰۶	بشیر احمد صاحبہ گورداسپور
۹۰۲	ایک صاحبہ جو خفی رہنا چاہتے ہیں۔ ضلع لال پور	۹۳۶	سید بن شہ صاحبہ ضلع نواب شاہ سندھ	۹۷۳	ہاشم دین صاحبہ	۱۰۰۷	دریام الدین صاحبہ
۹۰۳	مستی محمد الدین صاحبہ ریاست جٹوں	۹۳۷	اللہ بخش صاحبہ سلطان	۹۷۴	شیخ عبد الواحد صاحبہ نو مسلم	۱۰۰۸	رحمت علی صاحبہ
۹۰۴	نواب علی خان صاحبہ کلک شہر راولپنڈی	۹۳۸	عبد الرشید خاتون صاحبہ ضلع پوری۔ اڑیسہ	۹۷۵	پیشاوی حال دار قادیان	۱۰۰۹	اقبال محمد خاتون صاحبہ رگون
۹۰۵	چودھری کریم داد صاحبہ ضلع گجرات	۹۳۹	محمد علی صاحبہ ضلع لال پور	۹۷۶	میاں قلب الدین صاحبہ ضلع گورداسپور	۱۰۱۰	حمیدہ بیگم صاحبہ ضلع قمبر
۹۰۶	مسماہ رابعہ بی بی صاحبہ	۹۴۰	محمد علی صاحبہ ضلع لال پور	۹۷۷	حسن محمد صاحبہ لاہور	۱۰۱۱	سلطان احمد صاحبہ
۹۰۷	نور علی صاحبہ	۹۴۱	مولوی عبد اللہ دود صاحبہ۔ اچھا پور	۹۷۸	محمد چرخ صاحبہ	۱۰۱۲	محمد ظہور صاحبہ سہارنپور
۹۰۸	مختی۔ ساکن امرتسر	۹۴۲	نواب بخش	۹۷۹	احمد الدین صاحبہ	۱۰۱۳	چودھری جان محمد صاحبہ پٹواری ضلع بانسہ
۹۰۹	خدیجہ صاحبہ ضلع کلک	۹۴۳	میان برکت علی صاحبہ گورداسپور	۹۸۰	غلام قادر صاحبہ شیخوپورہ	۱۰۱۴	غلام محمد صاحبہ
۹۱۰	روزی خاتون صاحبہ	۹۴۴	ڈاکٹر فتح الدین صاحبہ کوئٹہ	۹۸۱	اسماعیل صاحبہ ضلع سیالکوٹ	۱۰۱۵	میر حسن صاحبہ بنوں
۹۱۱	اولیا خان صاحبہ	۹۴۵	فضل الہی صاحبہ	۹۸۲	جیون صاحبہ	۱۰۱۶	ابلیہ میر حسن صاحبہ
۹۱۲	نفل احمد صاحبہ گورداسپور	۹۴۶	مسماہ حرمیت بی بی صاحبہ ضلع جالندھر	۹۸۳	رحمت اللہ صاحبہ گوجرانوالہ	۱۰۱۷	والدہ میر حسن صاحبہ
۹۱۳	چودھری غلام علی صاحبہ	۹۴۷	سکینہ بی بی صاحبہ	۹۸۴	محمد اشرف صاحبہ گجرات	۱۰۱۸	شیخ مولابخش صاحبہ کلک
۹۱۴	بشیر محمد صاحبہ	۹۴۸	میرزا شمس الدین صاحبہ ضلع مظفرنگر	۹۸۵	عبد الحق صاحبہ گورداسپور	۱۰۱۹	ملک بشیر محمد صاحبہ کوہاٹ چٹاوتی
		۹۴۹	چودھری مبارک خاتون صاحبہ ضلع گجرات	۹۸۶	میرزا شمس الدین صاحبہ ضلع مظفرنگر	۱۰۲۰	اکبر علی صاحبہ ضلع گوجرانوالہ
		۹۵۰	سید نور الدین صاحبہ بدلی	۹۸۷	چودھری محمد عزیز صاحبہ	۱۰۲۱	علی محمد صاحبہ
		۹۵۱	میرزا بخش صاحبہ ضلع گجرات	۹۸۸	چودھری محمد شریف صاحبہ	۱۰۲۲	چودھری سلطان علی صاحبہ ہشتار پور

۱۰۲۵	کرم دین صاحب سیدان شہر	۱۰۴۲	ڈاکٹر محمد اعظم صاحب لال پور	۱۱۰۲	جعفر علی صاحب ضلع مین پوری	۱۱۳۹	عمر صاحب سہارا
۱۰۲۶	وزیر محمد صاحب ضلع لہ پستانہ	۱۰۴۵	احمد خان صاحب ڈیرہ دون چھا	۱۱۰۳	فتح خان صاحب " "	۱۱۴۰	پولو صاحب " "
۱۰۲۷	عالم شیر خان صاحب " سرگودھا	۱۰۴۶	کمال دین صاحب ضلع بھنور	۱۱۰۴	مسری خان صاحب " "	۱۱۴۱	لطیف صاحب " "
۱۰۲۸	مسما گوہر صاحبہ " گورداسپور	۱۰۴۷	عبد العزیز خان صاحب " ہوشیارپور	۱۱۰۵	محمد احسان اللہ صاحب ریاست خیرپور میسر	۱۱۴۲	سید بن شاہ صاحب ضلع نواب شاہ
۱۰۲۹	میاں شیر محمد صاحب " ڈیرہ غازی خان	۱۰۴۸	شیر محمد خان صاحب " "	۱۱۰۶	انہی بخش صاحب " "	۱۱۴۳	غلام علی صاحب " "
۱۰۳۰	شیر محمد صاحب " "	۱۰۴۹	میاں رحیم بخش صاحب ضلع سیالکوٹ	۱۱۰۷	شاہ محمد صاحب ضلع گجرات	۱۱۴۴	چودہری محمد یعقوب صاحب جہلم
۱۰۳۱	رودا صاحب " ملتان	۱۰۵۰	روشن بی بی صاحبہ " "	۱۱۰۸	مولا بخش صاحب " گوجرانوالہ	۱۱۴۵	محمد عبدالعزیز صاحب ضلع مین سنگھ
۱۰۳۲	عبد اللہ صاحب " "	۱۰۵۱	سردار علی صاحب " "	۱۱۰۹	مسات اللہ جوانی صاحبہ " لال پور	۱۱۴۶	ظہور الدین صاحب " بہاول
۱۰۳۳	محمد اسماعیل صاحب " "	۱۰۵۲	اسمعیل صاحب " "	۱۱۱۰	سید ابراہیم علی صاحب بی۔ اے۔	۱۱۴۷	سید اشرف علی صاحب سکنتہ
۱۰۳۴	مہر و صاحب " "	۱۰۵۳	احمد بخش صاحب " "	۱۱۱۱	سب و حشر ار رنگ پور	۱۱۴۸	عبد العزیز صاحب ضلع ننہا پور
۱۰۳۵	اللہ داتا خان صاحب " ڈیرہ غازی خان	۱۰۵۴	عبد الحائق صاحب جالندھر جھاڈی	۱۱۱۲	طالب الدین صاحب رنگ پور	۱۱۴۹	محمد بشیر صاحب شملہ
۱۰۳۶	امام علی صاحب " شاہ پور	۱۰۵۵	اللہ داتا صاحب ضلع لال پور	۱۱۱۳	نفیر النساء صاحبہ " "	۱۱۵۰	محمد انور صاحب ڈیرہ اسماعیل خان
۱۰۳۷	ابین محمد صاحب " نواب شاہ	۱۰۵۶	ہمشیر و ماشر محمد علی صاحبہ " پشاور	۱۱۱۴	ضمیرین صاحبہ " "	۱۱۵۱	ہمشیر و محمد انور صاحبہ " "
۱۰۳۸	صوبہ صاحب " ہوشیارپور	۱۰۵۷	فضل کریم صاحب " شاہ پور	۱۱۱۵	امداد حسن صاحب " "	۱۱۵۲	رسالہ سید مرخان شاہ صاحبہ ضلع شاہ پور
۱۰۳۹	محمد اکبر خان صاحب " ڈیرہ اسماعیل خان	۱۰۵۸	محمد اسحاق صاحب " "	۱۱۱۶	ایشا مالہ دین احمد صاحب " "	۱۱۵۳	ودا خان صاحبہ " "
۱۰۴۰	طالب جمیع خان صاحبہ ڈیرہ اسماعیل خان	۱۰۵۹	راج بی بی صاحبہ زوہبہ فضل کریم صاحبہ	۱۱۱۷	محمد اعظم صاحب " لال پور	۱۱۵۴	عبد الحق صاحب " "
۱۰۴۱	محمد علی صاحب " "	۱۰۶۰	شیخ شاہ پور	۱۱۱۸	عبد اللہ صاحب کوچال مالابار	۱۱۵۵	مرزا محمد عالم صاحب " "
۱۰۴۲	ضیاء احمد خان صاحب " جے پور	۱۰۸۰	امام الدین صاحب ضلع گورداسپور	۱۱۱۹	رمنا محمد صاحب ضلع مظفر گڑھ	۱۱۵۶	حافظ الدین صاحب " ٹبرہ
۱۰۴۳	وزیر بی بی صاحبہ اہلیہ حق نواز صاحبہ ضلع ملتان	۱۰۸۱	اللہ داتا صاحب " "	۱۱۲۰	بارغ علی صاحب " گجرات	۱۱۵۷	حفیقہ بیگم صاحبہ " گوجرانوالہ
۱۰۴۴	ماسٹر محمد الدین صاحب " رولکانہ	۱۰۸۲	عبد اللہ صاحب " ہوشیارپور	۱۱۲۱	میاں اسماعیل صاحب " ہوشیارپور	۱۱۵۸	رفیقہ صاحبہ " "
۱۰۴۵	نفیر اللہ صاحب گنہ پورہ	۱۰۸۳	جمہد صاحب ریاست پونچھ	۱۱۲۲	غلام محمد صاحب " "	۱۱۵۹	محمد علی صاحب " لاہور
۱۰۴۶	منشی لال الدین صاحب ضلع گورداسپور	۱۰۸۴	دل محمد صاحب " "	۱۱۲۳	مولا بخش صاحب " "	۱۱۶۰	حکیم فرزند علی صاحب " منٹگری
۱۰۴۷	سماہ حاجہ بیگم صاحبہ " پشاور	۱۰۸۵	شیخ برکت اللہ صاحب لاہور	۱۱۲۴	دین محمد صاحب " "	۱۱۶۱	مسات خاتون صاحبہ ضلع فیروز پور
۱۰۴۸	شیخ عبد الحمید صاحب جالندھر جھاڈی	۱۰۸۶	ہندو ڈی زوہبہ غلام محمد صاحبہ ضلع ملتان	۱۱۲۵	شفیع محمد صاحب " "	۱۱۶۲	مولاداد صاحب " سیالکوٹ
۱۰۴۹	محمد شفیع صاحب ضلع شیخوپورہ	۱۰۸۷	ڈاکٹر سید محمد حیدر صاحبہ " پوربندہ	۱۱۲۶	سید محمود احمد صاحب " گورداسپور	۱۱۶۳	فیض علی صاحب " جہلم
۱۰۵۰	غلام محمد صاحب " جہلم	۱۰۸۸	حسن بی بی صاحبہ ضلع گجرات	۱۱۲۷	جان محمد صاحب " ہوشیارپور	۱۱۶۴	سہیلوی جالندھر شاہ صاحبہ " کوہاٹ
۱۰۵۱	فخر الدین صاحب کاجی گورہ	۱۰۸۹	مسری الدین صاحبہ " گورداسپور	۱۱۲۸	علما محمد صاحب " "	۱۱۶۵	محمد بن صاحبہ " شاہ جہانپور
۱۰۵۲	ہنگا صاحب ضلع امرتسر	۱۰۹۰	غلام احمد صاحب " "	۱۱۲۹	مہر دین صاحب " "	۱۱۶۶	سماہ آمنہ بی بی صاحبہ " گجرات
۱۰۵۳	عقہ صاحب " "	۱۰۹۱	خان محمد صاحب " فیروز پور	۱۱۳۰	چودہری غلام حسین صاحبہ " گورداسپور	۱۱۶۷	سماہ عائشہ بی بی صاحبہ " فیروز پور
۱۰۵۴	چودہری سلطان احمد صاحبہ ضلع میرپور	۱۰۹۲	راجہ محمد یعقوب خان صاحبہ " کشمیر	۱۱۳۱	غلام فاطمہ صاحبہ " "	۱۱۶۸	محمد حفیق صاحب " سہارنپور
۱۰۵۵	محمد علی صاحب کاجی گورہ	۱۰۹۳	چودہری محمد حسین صاحبہ ضلع گورداسپور	۱۱۳۲	رحیم بی بی صاحبہ اہلیہ ستر عبد اللہ صاحبہ	۱۱۶۹	محمد عبد اللہ صاحب ضلع شاہ پور
۱۰۵۶	سماہ برکت صاحبہ قادیان	۱۰۹۴	چودہری غلام محی الدین صاحبہ " "	۱۱۳۳	بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ضلع گورداسپور	۱۱۷۰	مسری عنایت اللہ صاحب لاہور
۱۰۵۷	سیدہ احمدان بیگم صاحبہ سکندر آباد کچن	۱۰۹۵	چودہری فتح محمد صاحب " "	۱۱۳۴	حسن بی بی صاحبہ " "	۱۱۷۱	میاں ابراہیم صاحب مشکل تعلق قادیان
۱۰۵۸	امام بخش صاحب ضلع ڈیرہ غازی خان	۱۰۹۶	چودہری دینی محمد صاحب " "	۱۱۳۵	حمیدہ بیگم صاحبہ " "	۱۱۷۲	عزیز دین صاحب " "
۱۰۵۹	شفیع محمد صاحب ضلع نواب شاہ	۱۰۹۷	غلام جان صاحب " پشاور	۱۱۳۶	فتح محمد صاحب " گجرات	۱۱۷۳	بدیع دین صاحب " "
۱۰۶۰	عمر الدین صاحب " رولکانہ	۱۰۹۸	منگو خان صاحب " مین پوری	۱۱۳۷	فضل بی بی صاحبہ " "	۱۱۷۴	غیر الدین صاحب " "
۱۰۶۱	محمد سلیمان صاحب " نواب شاہ سندھ	۱۰۹۹	محمد غفیم صاحب " "	۱۱۳۸	والدہ فتح محمد صاحبہ " "	۱۱۷۵	مولا بخش صاحب " "
۱۰۶۲	احمد بخش صاحب " "	۱۱۰۰	تاج خان صاحب " "	۱۱۳۹	محمد عبدالعزیز صاحب سکنتہ	۱۱۷۶	فتح محمد صاحب " "
۱۰۶۳	محمد حفیق صاحب قادیان	۱۱۰۱	دلاور خان صاحب " "	۱۱۴۰	ڈاکٹر صاحب سہارا	۱۱۷۷	شیر محمد صاحب " ربانی

ہندوستان اور غم کی خبریں

گورنر بنگال نے ۱۰ جون کو گزٹ میں اعلان کیا ہے کہ عوام الناس مغروروں اور انقلاب پسندوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ اخبارات پولیس اور فوج کے متعلق ایسی اطلاعیں نہ شائع کریں۔ جن سے اتارکٹوں کو اعداد مل سکے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ ان کی نقل و حرکت کو روکنے کے لئے وہ جس علاقہ کے لوگوں کو چاہیں۔ طلوع آفتاب اسے غروب تک باہر نکلنے کی اجازت نہ دیں پولیس اور فوج واسطے جس شخص کے متعلق خیال کریں کہ وہ انقلاب پسندوں کی امداد کے لئے کوئی اطلاع یا اسلحہ جاری ہے۔ وہ اسے زندہ کر سکتے ہیں۔

امریکہ سے ۱۰ جون کی خبر ہے کہ بد معاشوں کے جس گروہ نے کرنل لنڈرگ کے بچے کا اغوا کیا تھا۔ اس کے سرغنہ نے آخر کار اپنے آپ کو پولیس کے حوالہ کر دیا ہے۔

لاہور میں تھوڑا عرصہ ہوا۔ جو قیادت ہوئے تھے۔ ان میں ایک سلطان کو ہلاک کرنے کے الزام میں ۹ ہندو اور ۱۰۰ کو سشن سپریم کے لئے گئے۔

گوردوارہ پر بندھک ٹیٹی کے صدر مارٹرانا سنگھ دسواہ امرنگھ جیبال سنٹرل جیل لاہور میں تھے۔ لیکن ۱۲ جون کو انہیں اپنے اپنے گاؤں میں بھیج دیا گیا ہے۔

لیسور اسپتال میں ۱۲ جون کو اس امرنگھ بکٹ ہوئی۔ کہ ۱۹۱۹ء کے معاہدہ کے تحت میوٹھیٹ نے امپیریل گورنمنٹ کو جو خراج دینا منظور کیا تھا۔ ۱۵۰ لاکھ بنا دیا تھا۔ کہ اس وقت ریاست چاروں طرف سے دشمنوں سے گھری ہوئی تھی۔ اور انگریزوں نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا۔ اور یہ خراج اس کا حق تھا۔ خدمت تھا۔ مگر اب چونکہ یہ صورت موجود نہیں اس لئے یہ بند کیا جا۔ انگریز سپریم نے بھی اس کی تائید کی۔ مگر تاحال کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

پنجاب کے ہندوستانی عیسائیوں کا ایک جلسہ ۱۲ جون کو لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں فیصلہ کیا گیا کہ وہ ہندو سماج کے اقلیتوں کے معاہدہ میں شامل نہیں ہو سکتے۔

بمبئی میں چند روز من رینے کے بعد ۱۲ جون کو پھر اس کے

حلقے ہوتے شروع ہو گئے لیکن فساد نے عام صورت اختیار نہیں کی۔ پولیس نے بہت جلد قابو پایا۔

ہندو سماج ریاست حیدرآباد کے ہندوؤں کے منع کرنے کے باوجود وہاں فتنہ انگیزی کے ارادہ سے باز نہیں آتی۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ ایک وفد جس میں ڈاکٹر موہنجے۔ بھائی پرمانند۔ اور راجہ نریندر ناتھ جیسے زہریلے اور متعصب لوگ ہیں۔ غنقریب حیدرآباد جانیوالا ہے۔ جو کوشش کریگا۔ کہ ہر قریب اور ہر شہر میں ہندو سماج کی شاخیں قائم کی جائیں۔

مشرقی وزیر اجماع انگلستان کے ارباب مل ولف کے ساتھ گفت و شنید کرنے گئے تھے۔ ۱۱ جون کو ناٹام ڈیون واپس پہنچ گئے۔

ریاست کشمیر میں جو فریئر کیٹی مقرر ہوئی ہے۔ اس کے سلسلہ میں حکم دیا گیا ہے۔ کہ دو ماہ کے اندر اندر ہر قسم کے بیان ائمہ شہادتیں پیش کر دی جائیں۔

وزیر ہند نے انڈین سول سروس کے سالانہ ڈنر پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ انڈین سول سروس دنیا کی قدیم ترین سول سروس ہے۔ اس محکمہ نے ہندوستان کو بے انصاف سے روشناس کیا ہے۔ جو پہلے مشرق نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے آیا ہے کہا۔ کہ جو وعدے ہندوستان سے کئے گئے ہیں۔ وہ مزید پورے کئے جائیں گے۔

نیویارک کی کمیونٹی چرچ کی طرف سے ہر سال اس شخص کو ایک تمغہ دیا جاتا ہے جس کے متعلق سمجھا جائے کہ اس نے نہ ہی نقد نگاہ سے دنیا کی بہترین خدمت کی ہے اور مطالب رادی ہے کہ اب یہ تمغہ گاندھی جی کو دینے کا فیصلہ کیا ہے مگر یہ خبر صحیح ہے تو کہنا پڑے گا کہ مدار رور گار سفلیہ پر دراز تھا شاکن

احمد آباد کی ایک تازہ خبر منظر ہے کہ ایک انگریزی پارچہ کی دوکان پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ نیز سرخ اشتہارات جیسے کئے گئے۔ جن میں بدیشی کپڑے کے تاجروں کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے ایسے عدم تشدد کے اظہار کے لئے گاندھی جی کے وطن سے زیادہ موزوں جگہ کون سی ہو سکتی ہے۔

الہ آباد کی کورٹ کے جیٹ جسٹس سر شاہ محمد سلیمان رخصت پر جا رہے ہیں۔ اور سر لال گوپال کرمی ان کی جگہ کام کریں گے۔

مقدمہ سازش میرٹھ کے ایک ملزم نے عدالت میں حاضری

سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے وکیل استغاثہ کی درخواست پر الہ آباد کی کورٹ نے اس کی عدم موجودگی میں کاروائی جاری رکھنے کا حکم صادر کیا ہے۔

شملہ لے ۱۱ جون کی خبر ہے کہ لبرل لیڈر حکومت اڈ کانگرس کی مخالفت کے سلسلہ میں ایک کانفرنس منعقد کرنے کے لئے یہاں آرہے ہیں۔ ان کی طرف سے مادی جی کو بھی ساتھ ملانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ امید ہے سر سپرد اور سر جیک و فیرو گاندھی جی کی ملاقات کے لئے جلد پورہ جائیں گے۔

دہلی خبر کے پروفیسروں نے ایک اعلان شائع کر کے اہل ہند کو اپنے ایک نمائندہ وفد سے روشناس کرایا ہے جو ان کے حالات سے اہل ہند کو آگاہ کرنے اور ان کے ساتھ روابط قائم کرنے کے غرض سے برطانیہ ہند میں آیا ہے۔ بینڈٹ مالویہ نے ۱۱ جون کو بنارس سے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں ہندوؤں سے اچھوت سپہ کو دور کرنے کے لئے اپیل کی ہے اور انہیں شورو دیا ہے کہ دھرم کی تقریب پر اپنے مندروں کے دروازے اچھوتوں کے لئے کھول دیں۔ لیکن پہلے اعلانات کا کوئی اثر ہوا ہے کہ اس سے کسی بہتری کی امید ہو سکے۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ فرید پور (ہندو) اور سپرنٹنڈنٹ پولیس (مسلم) ۱۳ جون کی شب ٹرین میں جا رہے تھے کہ ان کے کیمپارٹمنٹ پر بم پھینکا گیا لیکن تباہی نہ ہوئی اور دوسرے کیمپارٹمنٹ پر لگا۔ جس کی کھڑکیاں اور بیچ و بیچ وار گئے۔

امرت سرمد نیپلی کی ایگزیکٹو آفیسری خان بادر شیخ شاہ نواز کو پیش کی گئی تھی۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اس لئے اب خواجہ غلام صادقی پریزیڈنٹ کو ہی ایگزیکٹو افسر بنا دیا گیا ہے۔ بلدیہ امرت سرمد نے اس انتخاب پر بہت خوشی کا اظہار کیا ہے۔

تناوولی کے ایک ہندو مندر کی تلاشی کی گئی تو ایک مورتی کے پیچھے رکھے ہوئے دویم برآمد ہوئے۔ شملہ کے ایک حصہ مشہورہ میں ۱۴ جون کو آگ لگ گئی جس سے لاقعد اور درخت جل کر راکھ ہو گئے۔ اور اس خیال سے کہ آگ اور زیادہ نہ پھیلے۔ متعدد درختوں کو کاٹ ڈالا گیا۔ بلدیہ کا قریباً ۱۲ ہزار من لکڑی جل گئی ہر تین چار مکان بھی جل گئے۔

ملتان میں گرمی سارے پنجاب سے زیادہ بڑھ رہی ہے معلوم ہوا ہے کہ ۱۳ جون کو درجہ حرارت ۲۳ ڈیگری